سورۂ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں ہر احمدی کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ازبانی یاد ہونی چاہیے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۶۹ء بمقام احمدیہ ہال۔ کراچی)

☆ اللہ تعالیٰ نے جسمانی اور روحانی ترقیات کے لامحدود دروازے کھولے۔

☆ مومن جس طرح دن کو بیدار ہوتا ہے اسی طرح شب بیدار بھی ہوتا ہے۔

☆ مومن کو منافق دھوکا نہیں دے سکتا۔

☆ منافق مصلح کے لباس میں لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔

☆ منافق لوگ اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور ہوشیار سمجھتے ہیں۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ بقرہ کی یہ ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں:۔

الٓمّٓ o ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ ۛ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ o الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ o وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ج وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ق وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ o خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ ط وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ز وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ o وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ o یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَایَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَایَشْعُرُوْنَ o فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ لا فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ج وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ م بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ o وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ لا قَالُوْٓا اِنَّمَانَحْنُ مُصْلِحُوْنَ o اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّایَشْعُرُوْنَ o وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ ط اَلَآاِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّایَعْلَمُوْنَ o وَاِذَا لَقُوْالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ لا قَالُوْٓا اِنَّامَعَکُمْ لا اِنَّمَانَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ o اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ o اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی ص فَمَارَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَاکَانُوْا مُھْتَدِیْنَ o (البقرہ:۱تا۱۷)

اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔

اس وقت پہلے تو میں اس رنج والم کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ کل ہمارے عزیز بھائی میجر عزیز احمد صاحب حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک وفات پاگئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحوم

بڑے مخلص اور دعا گو انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی چادر میں انہیں لپیٹے رکھے۔ میں نمازوں کے بعد مرحوم کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا دوست اس میں شریک ہوں اور ان کی مغفرت کیلئے دعا کریں۔ دوسرے دو ایک روز میں انشاء اللہ واپسی ہے۔ دل جانے کے خیال سے اُداس بھی ہے اور ربوہ پہنچنے کے لئے بے چین بھی۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ دوستوں کو بھی اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے اور جس طرح میں اس وقت تک تمام احباب کیلئے باقاعدگی کے ساتھ دعا کرتے رہنے کی توفیق پاتا رہا ہوں آئندہ بھی مجھے آپ کے لئے اسی کے فضل سے دعائیں کرنے کی توفیق ملتی رہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں فضل سے ان دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب مردوں اور عورتوں کو مجسم دعا بنا دے اور آپ سبھی مجسم دعا کی حیثیت میں اس کے قدموں میں جھکے رہیں اور ہمیشہ ہی وہ آپ کو پیار سے اُٹھا کر اپنی گود میں بٹھاتا رہے اور آپ اس کے فضلوں سے ہمیشہ ہمکنار رہیں۔ دراصل یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے مقام عجز وعبودیت کو پہچانتے رہیں۔

پہلے تو میرا خیال تھا کہ اسلامی اقتصادیات پر جو سلسلہ مضمون شروع کر رکھا ہے (جس پر میں بہت سے خطبات دے چکا ہوں جن میں سے چھ سات خطبات چھپ چکے ہیں اور کچھ چھپنے والے باقی بھی رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ مضمون بھی ختم نہیں ہوا) اس تسلسل میں جو اصل مضمون ہے اسے پیچھے ڈال دوں اور سارے مضمون کو خلاصے کے طور پر ایک خطبہ میں بیان کر دوں۔ جب اصل مضمون بھی بیان ہو جائے گا تو یہ سارے خطبات ترتیب وار شائع ہو جائیں گے لیکن پھر مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ ترتیب بدلنی مناسب نہیں۔ اس لئے آج میں ایک تربیتی امر کے سلسلہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی بھی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہئے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ستر اسّی صفحات کا ایک رسالہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفاسیر کے متعلقہ اقتباسات پر مشتمل ہوگا شائع بھی کر دیں گے۔ مجھے آپ کی سعادت مندی اور جذبۂ اخلاص اور اس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن

اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو اَزبر کر لیں گے پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو مضمون بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم افضل الرسل ہیں۔ آپؐ انسان کامل ہیں۔ آپؐ پر کامل شریعت نازل ہوئی آپؐ خاتم النبیین کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو جلوہ اپنے وجود میں دکھایا اس کے نتیجہ میں یہ دنیا تین گروہوں میں بٹ جائے گی ایک گروہ وہ ہے جو ایمان لائے گا۔ فرمایا ان کی بنیادی خصوصیات یہ ہوں گی کہ وہ اپنی تمام جسمانی اور ذہنی قوتوں اور صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربان کر دیں گے۔ اپنی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو انوار الٰہیہ سے منور بنا کر اس سے ساری دنیا کو مستفید کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے اور ان کی تیسری بنیادی خصوصیت یہ بتائی کہ اس دنیا میں آئندہ ظہور پذیر ہونے والے واقعات پر مشتمل جو پیش خبریاں دی گئی ہیں اور بشارتیں دی گئی ہیں۔ وہ ان پر اس طرح ایمان لاتے ہیں گویا کہ یہ باتیں پوری ہو چکی ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کی قوتوں اور اس کی طاقتوں پر یقین ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کہ ہو چکی ہو اور اگر اس کے راستہ میں کوئی روک پیدا ہو تو وہ اس روک کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی قربانی سے گریز نہیں کرتے۔ ان کو یہ پتہ ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے ضرور ہو کر رہے گی۔ اگر کوئی روک پیدا ہوئی ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری کوئی آزمائش مقصود ہے لہٰذا ہمیں اس آزمائش میں پورا اُترنا چاہئے تا کہ ہمیں ثواب اور اجر کے زیادہ مواقع عطا ہوں۔ وہ اس یقین پر بھی قائم ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جسمانی اور روحانی ترقیات کے لامحدود دروازے کھول رکھے ہیں اور ان کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے ہوئے کسی ایک مقام پر جا کر رک نہیں جاتے یا اسی کو کافی سمجھ کر وہیں بیٹھ نہیں جاتے بلکہ ان کی زندگی غیر محدود ترقیات کے حصول میں ایک غیر محدود جدوجہد میں رواں دواں رہتی ہے۔ غرض سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس ہدایت یافتہ گروہ کی بنیادی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دوسرا گروہ منکرین اسلام کا گروہ ہے اور ان کے انکار کی وجہ

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صداقت حقّہ کے قبول کرنے اور دلی بشاشت کے ساتھ قربانیاں دینے کی جو قابلیتیں اور قوتیں عطا کی تھیں یہ ان کو کھو بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں روحانی اثر کے قبول کرنے کی صلاحیت بخشی تھی جس سے یہ بہت کچھ سیکھ سکتے تھے لیکن ان کے دل پتھر ہو گئے اور اپنی فطرتی حالت میں نہیں رہے جو رقت کی اور رجوع کی اور توبہ کی اور عاجزی کی حالت ہے اور چونکہ ان کے دل پتھر ہونے کی وجہ سے اپنی فطری حالت پر نہیں رہے اس لئے فطرتی دینی اعمال بجالانے کے قابل نہیں رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دل کی بہت سی دوسری امراض بتائیں اور ان کے علاج بھی بتائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے اندر ایک چیز یہ بھی نظر آتی ہے کہ ہم نے انہیں سننے کیلئے کان دیئے تھے اور سماع سے ہماری مراد یہ تھی کہ جب صوتی لہریں ہوا کے دوش پر ان کے کانوں تک پہنچیں تو پھر آگے ان کے اثرات ذہن پر پڑیں جس سے دل بھی متاثر ہوں کیونکہ قبول ہدایت کا ایک بڑا ذریعہ دل ہی ہے۔ انسان جب نیکی کی باتیں غور سے سنتا ہے تو اس کا ذہن تدبر سے کام لیتے ہوئے ان کے اثرات کو دل کی طرف منتقل کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں دل کے اندر ایک ایسا انقلاب اور ایک ایسا تغیر رونما ہوتا ہے کہ انسان قبولِ ہدایت کے لئے تیار ہو جاتا ہے لیکن انہوں نے اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ کوئی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہی نہیں صوتی لہریں ان کے کانوں سے ٹکراتی اور واپس ہو جاتی ہیں یا ایک کان میں گھستی ہیں اور دوسرے کان سے نکل جاتی ہیں۔ پھر ان کو آنکھیں اس لئے دی تھیں کہ وہ اس دنیا میں خدائے حَيُّ و قَيُّوْمُ کے قادرانہ تصرفات کا مشاہدہ کرتے اور اس سے عبرت حاصل کرتے۔ تاریخ عالم پر نگاہ ڈالتے، مختلف آسمانی کتابوں کو غور سے پڑھتے اور پھر فکر و تدبر سے کام لیتے تو انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جب سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ یہ سلوک رہا ہے کہ جب بھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہی اس کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایت کو قبول کیا اس کی بارگاہ پر جھک گئے اور اس کی راہ میں قربانیوں سے دریغ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کس طرح اپنے انعامات نازل کئے اور انہیں کس طرح اپنے فضلوں کا وارث بنایا۔ مگر جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی اس آواز پر کان نہ دھرے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہدایت کو ٹھکرا دیا اور اس کی قدر نہ کی وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب کے بھنور میں پھنس کر ہلاکت سے دوچار ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان منکرین اسلام کی تو یہ حالت ہے کہ گویا ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں

حالانکہ فطرتی لحاظ سے ان کی آنکھوں پر کوئی غلاف نہیں تھا۔ یہ تو انہوں نے خود اپنی آنکھوں پر چڑھا لیا ہے۔ ان کی اس حالت گھوڑے یا گدھے کی مانند ہے جس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ چلتے وقت کسی چیز کے خوف سے ڈر نہ جائے۔ پس انہوں نے بھی اس خوف سے کہ کہیں روحانیت کی کوئی جھلک ان کی آنکھوں میں نہ پڑ جائے (جو دنیوی عارضی مسرتوں سے ان کو دُور لے جائے) اپنی آنکھوں پر غلاف چڑھا لئے ہیں جس کی وجہ سے یہ حسن واحسان کے روحانی جلوے دیکھنے سے قاصر ہیں۔

بہر حال سورۂ بقرہ کی ان ابتدائی سترہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے منکرین کا ذکر کر کے ان کی جسمانی کیفیات اور ان کے روحانی امراض کی طرف متوجہ کرتے ہوئے سامان عبرت مہیا فرمایا۔ پھر ان کو جھنجھوڑ کر یہ انتباہ فرمایا کہ اگر تمہاری حالت یہی رہی تو تم حق کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ تم قبول حق کی توفیق صرف اسی صورت میں پا سکتے ہو کہ تمہاری روحانی اور اخلاقی کیفیت یہ نہ ہو کہ ہمارے اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا یا نہ ڈرانا تمہارے لئے برابر ہو۔ چاہئے کہ اس کا ڈرانا تمہارے دلوں پر اثر انداز ہو۔ جب تک تمہارے اندر یہ تبدیلی رونما نہیں ہوتی جب تک وہ مہریں جو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے قلوب اور اپنے کانوں پر لگا لی ہیں ان کو تم توڑ نہ دو اور ہم نے آسمانی موثرات کو قبول کر لینے کیلئے تمہارے دل میں جو کھڑکیاں بنا رکھی ہیں۔ ان کو تم کھول نہ دو جب تک تم ان غلافوں اور ان پردوں کو جنہیں تم نے اپنی آنکھوں پر ڈال لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے اپنے آپ کو چھپانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے نور کے جلوؤں سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے خود ہی تم نے اپنی آنکھوں پر پٹی کے طور پر باندھ رکھے ہیں تم ان کو ہٹا نہ دو، اس وقت تک تمہاری یہ حالت مبدل بہ اسلام نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کی توجہ کو تم حاصل نہیں کر سکتے۔ تم جب تک اپنی یہ حالت نہیں بدلتے خدا تعالیٰ سے دُور و مہجور رہو گے۔ دنیا کی جھوٹی اور عارضی لذت سے تم لطف اندوز تو ہو سکتے ہو لیکن اگر تمہاری یہی حالت رہے تو تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے پیار کی حقیقی اور سچی لذت اور ابدی سرور کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ پس جب تک منکرین دین کی حالت نہیں بدلتی۔ اس وقت تک قرآن کریم کی تعلیم یا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ایک اَور گروہ بھی دنیا میں پیدا ہوگا اور یہ ان لوگوں کا گروہ ہے جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لائے لیکن درحقیقت وہ ایمان نہیں لاتے۔ ان کا یہ دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہوتا ہے۔ پہلے دو

گروہوں کا ذکر نسبتاً مختصر الفاظ میں فرمایا کیونکہ اس متن اور مضمون میں ان دو گروہوں کے بارے میں زیادہ کہنے کی ضرورت اس لئے بھی نہیں تھی کہ ان دونوں گروہوں کی خصوصیات اور کیفیات ظاہر و باہر ہوتی ہیں مگر جس گروہ کا ذکر وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اس کے متعلق نسبتاً زیادہ باتیں بیان کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ یہ گروہ مارِ آستین بن کر اندر ہی اندر جماعت کے اجتماعی جسم کو ڈستا رہتا ہے۔ منکرینِ اسلام ظاہری طور پر باہر سے علی الاعلان حملہ آور ہوتا ہے اور مومن بندے اپنے اپنے اخلاص کے مطابق اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے اس کے سامنے سینہ سپر رہتے ہیں وہ ہر وقت چوکس اور بیدار رہ کر اس کے شب خون سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ ایک مومن جس طرح دن کو بیدار اور باخبر رہتا ہے اسی طرح وہ شب بیدار بھی ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ رات کو سو جاتے ہیں دشمن ان پر تو شب خون مارتا اور بے خبری میں ان کو شدید نقصان پہنچاتا ہے لیکن وہ جو دن کو بھی ہوشیار ہو اور جو راتیں بھی خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء کرتے ہوئے گزارتا ہو شیطان اس پر شب خون مارنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس لئے منکرین اسلام کی بعض بنیادی باتوں کے اظہار پر اکتفا فرماتے ہوئے یہ سبق دیا کہ منکرین کی بیماریوں کی تشخیص کو میں نے آسان کر دیا ہے۔ اس لئے میری ان ہدایتوں کی روشنی میں اپنی دلی ہمدردی اور غم خواری سے ان کے علاج میں کوشاں رہنا تمہارا فرض ہے لیکن یہ جو تیسرا گروہ ہے یہ ایک مومن کے لباس میں مگر ایک فتنہ گر کی حیثیت میں اُمت مسلمہ میں داخل ہوتا ہے اور اندر ہی اندر مفسدانہ سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے اس لئے اس بات کی زیادہ ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ اس گروہ کی بُرائیوں اور بدخصلتوں کے متعلق زیادہ تفصیل سے بیان فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو باتیں اس گروہ کے متعلق ان چند آیات میں بیان فرمائی ہیں وہ بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ مجھے پہلے بھی کئی بار یہ خیال آیا ہے ابھی جب میں یہاں آ رہا تھا تو مجھے پھر یہ خیال آیا کہ ہمارے ربّ نے کس پیار اور کس اعتماد کے ساتھ ہمارا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے کہ جس طرح یہ لوگ مجھے دھوکا نہیں دے سکتے کیونکہ میں عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ہوں، میرے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے، مجھ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں، مجھ پر کبھی غفلت طاری نہیں ہوتی غرض اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی صفات کی مالک ہے کہ اسے کوئی دھوکا نہیں دے سکتا کیونکہ اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ لَا رَیۡبَ یہ خدا تعالیٰ کی بلند شان ہے لیکن اللہ تعالیٰ

نے یہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی طرح میرے مومن بندوں پر بھی منافقت کی کوئی چال کارگر نہیں ہوسکتی۔ منافق انہیں بھی کوئی دھوکا نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندے کو کتنا بڑا مقام عطا کیا ہے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ Bracket (بریکٹ) اس بات میں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندوں کو منافق دھوکا نہیں دے سکتے، یہاں منافق کے دھوکے سے بچنے میں اللہ تعالیٰ نے مومن بندے کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا۔ یہ درحقیقت بڑے ہی پیار اور اعتماد کا اظہار ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہم پر بڑی بھاری ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ بالواسطہ طور پر اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس کے مومن بندے بھی اس کی طرح ہر وقت چوکس اور بیدار رہیں اور اپنے دائرہ عمل میں ہر چیز کا علم حاصل کریں۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہ رہے۔ اب مثلاً میرا علم جو ہے اس کا ایک حصہ ایک لحاظ سے دراصل آپ کا ہی علم ہے کیونکہ مجھے کراچی کی بیدار اور چوکس جماعت بھی اطلاع بھجوا رہی ہے، مجھے راولپنڈی کی بیدار اور چوکس جماعت بھی اطلاع بھجوا رہی ہے، مجھے پشاور کی بیدار اور ہوشیار جماعت بھی اطلاع دے رہی ہے غرض ہر جگہ سے جہاں بھی ہماری جماعت قائم ہے وہاں سے مجھے اطلاع مل رہی ہے اور چونکہ میرا اور آپ کا وجود ایک ہی ہے۔ اللہ کے فضل سے آپ میری آنکھیں ہیں جن کے ذریعہ سے میں دیکھتا اور علم حاصل کرتا ہوں آپ میرے کان ہیں جن کے ذریعہ سے میں سنتا اور حالات کی روش کو محسوس کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کی فراست اور میری فراست دراصل ایک ہی تصویر کے دو رُخ یا ایک ہی پیالے کے مختلف اطراف ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح مجھے کوئی منافق دھوکا نہیں دے سکتا اس طرح میرے مومن بندے کی بھی یہی شان ہے اسے بھی کوئی منافق دھوکا نہیں دے سکتا۔ بڑے ہی پیار کا اظہار ہے لیکن ساتھ ہی بڑا بے چین اور پریشان کر دینے والا بیان بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہونی چاہئے کہ یہاں جس اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے ہم اس اعتماد پر پورا اُترنے والے ثابت ہوں۔

فرمایا ان منافقوں کی دوسری علامت یہ ہے کہ ان کے دل میں مرض پیدا ہو چکا ہے اور یہ خود اپنے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے خدا تعالیٰ کی صفات کا جو عام جلوہ ہے کہ جیسا کوئی بندہ ہوتا ہے اسی کے مطابق اس سے اس کا سلوک بھی ہوتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرض گھٹتا نہیں بلکہ فطرتی تقاضوں کی غلط روش سے ان کا مرض بڑھتا ہی چلا جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے امراض قلوب پر متعدد

جگہ روشنی ڈالی ہے۔ دل کی ایک مرض نہیں ہوتی بلکہ متعدد امراض ہیں جس طرح جسم کی بھی ایک مرض نہیں انسان مختلف قسم کی غلطیاں کرتا رہتا ہے۔ صبح ایک قسم کی غلطی کر بیٹھتا ہے اور شام کو دوسری قسم کی غلطی کا مرتکب بن جاتا ہے ہر مرض کا تعلق انسان کے کسی نہ کسی غلط اقدام سے ہے انسان کی کسی نہ کسی غلط روش کے نتیجہ میں مرض لاحق ہوتی ہے اور ان آیات میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں آتا ہے۔

اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء:۸۱) ہر مرض بے اعتدالی اور غلط اقدام کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ تب وہ جسے اللہ تعالیٰ نے عقل اور شعور عطا کیا ہوتا ہے وہ اپنی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر رجوع برحمت ہوتا اور اس سے پیار کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی شفاء کے جلوے اپنی زندگی اور اپنے ماحول میں مشاہدہ کرتا ہے۔ دل کا یہ بدقسمت مریض جس کی حالت واقعی قابل رحم ہوتی ہے کیونکہ وہ متعدد بار غلطیاں کر بیٹھتا ہے کئی بار شوخیاں دکھاتا ہے اور اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندوں کو دھوکا دینے کے لئے سینکڑوں راہیں اختیار کرتا ہے۔ پس جس طرح جسمانی امراض بہت سی ہیں اسی طرح قلب کی روحانی امراض بھی بہت سی ہیں ان میں سے بعض بنیادی امراض پر قرآن کریم نے روشنی ڈالی ہے اور ان کا علاج بتایا ہے۔ ہومیوپیتھی نے ہمیں یہ اصول بتایا ہے کہ انسان کو بعض دفعہ سر سے پاؤں تک بیسیوں امراض لاحق نظر آتی ہیں۔ مرض ایک ہی ہوتی ہے باقی دراصل اس مرض کے نتائج ہوتے ہیں۔ اگر اس ایک بیماری کو دُور کر دو تو اس مرض کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دوسرے عوارض خود بخود ختم ہو جائیں گے اسی طرح وہ بنیادی مرض جو ایک منافق یا کمزور ایمان والے کے دل میں پیدا ہو سکتا تھا اس کا قرآن کریم نے تفصیل سے ذکر کر دیا باقی امراض کا ذکر چھوڑ دیا کیونکہ اگر یہ مرض دور ہو جائے تو دوسری متعلقہ امراض خود بخود دور ہو جائیں گی۔

بہر حال منافق کی دوسری علامت یہ بتائی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندوں کو تو دھوکا دینا چاہتا ہے مگر اس کا اپنا یہ حال ہے کہ ہر قسم کی روحانی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ منافقت نے اس کے درختِ وجود کو پراگندہ کر کے رکھ دیا ہے اس کا جسم ایک آتشک زدہ کے جسم کے مشابہ ہے۔ جس طرح آتشک وغیرہ کے مریض کے اعضاء گلنے سڑنے لگ جاتے ہیں اس صورت میں وہ انسانی جسم کہلانے کا

مستحق نہیں رہتا بلکہ عفونت اور گندگی کے ایک لوتھڑے کا مصداق بن جاتا ہے اسی طرح منافق بھی روحانی طور پر گندگی اور ناپا کیزگی اور عدمِ طہارت کی وجہ سے ایک لوتھڑا ہی ہوتا ہے وہ حقیقی معنوں میں انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا حالانکہ وہ انسان کے زمرہ میں شامل ہے اور انسان کو تو اللہ تعالیٰ نے لامحدود روحانی ترقیات کے لئے پیدا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کی تیسری بیماری یا کمزوری یہ بتائی ہے کہ یہ اپنے آپ کو مصلح سمجھتے ہیں یعنی یا تو اپنی جہالت کے نتیجہ میں خود ہی مصلح بنے پھرتے ہیں اور یا پھر شرارت کی نیت سے ایک مصلح کا روپ دھار لیتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک مصلح کے لباس میں اُمت مسلمہ میں گھسے رہتے ہیں اور اسے اندر ہی اندر سے کھوکھلا کر دینے کے لئے منافقانہ کارروائیوں میں سرگرداں رہتے ہیں۔ چنانچہ ہماری تاریخ میں اس قسم کی منافقانہ سرگرمیوں کی ایک نہیں دو نہیں بلکہ بیسیوں مثالیں پائی جاتی ہیں کہ بعض یہودی مسلمان علماء کی شکل میں مسلم معاشرہ کے جزو بن کر تباہی و بربادی پھیلاتے رہے۔ سپین میں مسلمانوں کی صدیوں تک حکومت رہی اور ایک وقت تک ان کے رعب اور ان کے علم وفضل اور ان کے اخلاق فاضلہ نے سارے یورپ پر اپنی دھاک بٹھائے رکھی۔ بڑے بڑے مشہور پادریوں نے سپین میں آ کر مسلمانوں سے علوم وفنون سیکھے۔ اگرچہ ظاہری طور پر یا سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کا اقتدار سپین کے خطہ ہی پر تھا لیکن حقیقت میں ان کی حکومت سارے یورپ کے ذہن پر اور سارے یورپ کے دل پر تھی لیکن بعض یہودی مسلمانان اُندلس کی صفوں میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کی عبرتناک تباہی کا باعث بنے۔ شروع میں اُنہوں نے مسلمانوں سے کتابی علوم سیکھے کیونکہ اسلامی علوم سیکھنے کے لئے ایمان لانے کی شرط نہیں ہے۔ اب عام آدمی بھی مسلمان ہوئے بغیر اپنے ذہن اور حافظہ کی مدد سے اسلامی علوم کے ظاہری حصہ پر حاوی ہوسکتا ہے البتہ کتابِ مکنون والے حصے میں جا کر حقیقی نیک اور ظاہری نیک میں عقل وفکر اور غور وتدبر کرنے والے فرق کر لیتے ہیں۔ بہرحال یہ لوگ دشمنی کی نیت سے اسلام میں داخل ہوئے ظاہری علوم سیکھ کر ’’حضرت مولانا‘‘ بن بیٹھے اور پھر اندر ہی اندر وہ فتنہ بپا کیا کہ چشم فلک نے شاید ہی پہلے کبھی دیکھا ہو۔ مگر ایمان رکھنے والے اللہ تعالیٰ سے محبت کا دم بھرنے والے مسلمانوں نے اُس وقت اپنی اس عظیم ذمہ داری کو فراموش کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے اعتماد سے فرمایا تھا کہ مجھے اور میرے مومن بندوں کو یہ منافق دھوکا نہیں دے سکتے۔ مگر مسلمانان اُندلس نے ایسے منافقوں کے فتنوں سے بچنے کیلئے ہوشیاری اور بیدار

مغزی کا ثبوت نہ دیا۔ دراصل ایک منافق کا ایک بہت بڑا حربہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان بن کر ایک آدمی کے پاس چلا جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ دیکھو آپ اتنے نیک اور بزرگ اور یہ اور وہ ہیں اور خلیفہ وقت کتنا ظالم ہے کہ اس نے پبلک میں آپ کو جھاڑ دیا حالانکہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے بڑی عقل دی ہے آپ بڑے بزرگ ہیں۔ اگر وہ آدمی بد بخت ہے تو وہ اس کے دھوکے میں آجاتا ہے لیکن اگر اس آدمی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے تو وہ آگے سے اسے جواب دیتا ہے کہ تم غلطی سے میرے دروازے پر آگئے ہو تمہیں کسی اور طرف جانا چاہئے تھا۔ مجھے تو یہ پتہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو کبھی نہ نیند آتی ہے اور نہ کبھی اُونگھ اور نہ ہی کبھی اس پر غفلت طاری ہوتی ہے میں بھی ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کی اُن صفات سے متصف ہونے کی حیثیت میں ہوشیار اور بیدار ہوں تم میرے پاس کیا لینے آگئے ہو ہماری جماعت میں ایسے دس بیس، سَو دوسَو واقعات سال میں رونما ہو ہی جاتے ہیں مجھے اطلاع ملتی رہتی ہے لکھا ہوتا ہے کہ میرے پاس منافق آیا تھا اور میں نے اسے یہ جواب دیا ہے۔

لیکن جن پر غفلت طاری ہوتی ہے یا جن کی حالت ایمان اور نفاق کے درمیان ہوتی ہے دل اور دماغ اور روح میں کچھ روحانی کمزوری ہوتی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے منافق نہیں قرار دیا بلکہ فرمایا ہے کہ یہ کمزوریِ ایمان رکھنے والے ہیں دل کی ساری امراض کو نفاق نہیں کہا اگرچہ یہ امراض نفاق کا حصہ ضرور ہیں لیکن ان کو کلیۃً نفاق بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر کسی کے دل میں ایک فیصدی نفاق ہے تو وہ منافق نہ ہوا مگر اس کی حالت خطرہ سے باہر بھی نہیں ہوتی ایسے شخص کی اصلاح اور تربیت آسانی سے کی جاسکتی ہے۔

پس منافق مصلح کے لباس میں دوست اور ہمدرد کی حیثیت سے لوگوں کے پاس جاتے اور ان کے ایمان کے اندر رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ رخنہ ابتداء میں سُوئی کے ناکے کے برابر ہوتا ہے بظاہر بالکل معمولی سا نظر آتا ہے لیکن اندر سے گند کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے مثلاً آج کل سیب کا پھل عام ہے آپ نے دیکھا ہوگا بعض کیڑے سیب پر حملہ آور ہوتے ہیں آپ ایک سیب اُٹھائیں اس پر سُوئی کے ناکے کے برابر داغ نظر آئے گا اور جب اسے کھولیں گے تو دیکھیں گے کہ اندر موٹی موٹی سونڈیاں پھر رہی ہوں گی حالانکہ اس سیب پر بظاہر سُوئی کے ناکے سے زیادہ سوراخ نظر نہیں آئے گا۔

ضمناً میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کیونکہ سیب کی بات چل نکلی ہے اور میں سیب کو پسند کرتا ہوں کیونکہ دوسرے پھلوں کی نسبت بحالی صحت کیلئے مجھے یہ پھل زیادہ کھانا چاہئے۔ کرنل ڈاکٹر شوکت صاحب نے

اس دفعہ پھر میرے پیشاب وغیرہ کا معائنہ کیا ہے اور اس میں پھر Suger (شوگر) معمول سے زیادہ پائی گئی ہے گو یہ کسی بے احتیاطی کی وجہ سے بڑھ گئی ہے آپ میرے لئے دعا کریں کہ جس طرح پہلے بھی عارضی طور پر یہ نظام Upset (اپ سیٹ) ہوا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جلد ہی شفا عطا فرمائی تھی اب بھی چند دنوں میں آرام آ جائے تا کہ یہ عوارض کام میں سستی پیدا کرنے کا موجب نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہی صحت دینے والا اور شفا عطا کرنے والا ہے اسی پر ہمارا بھروسہ اور توکّل ہے مجھے یقین ہے کہ اگر آپ دردِ دل سے دعا کریں گے اور اگر مجھے بھی اللہ تعالیٰ دل سے دعا کرنے کی توفیق عطا کرے گا تو انشاء اللہ مجھے صحت اور شفا جلد حاصل ہو جائے گی۔

بہرحال سیب کے ذکر میں ضمناً یہ بات یاد آ گئی اور میں نے دعا کی تحریک کر دی ہے میں یہ بیان کر رہا تھا کہ سیب پر بظاہر ایک سوئی کے ناکے کے برابر داغ ہوتا ہے لیکن اندر سے شدید متاثر بلکہ کھوکھلا ہو چکا ہوتا ہے یہی حال نفاق کے داغ کا ہوتا ہے قرآن کریم کی رو سے یہ بھی شروع میں باریک سا دھبہ ہوتا ہے فرمایا ان معمولی سے دھبوں کو مٹانے میں غفلت سے کام نہ لینا تا ایسا نہ ہو کہ یہ دھبے پھیلتے پھیلتے سارے جسم پر محیط ہو جائیں اور انسان شیطانی ظلمات کے اندر گھر جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ منافق ایک مصلح کے روپ میں تمہارے سامنے آئے گا جب کبھی وہ تمہارے سامنے اس روپ میں آئے تو ہم تمہیں ایک جواب سکھاتے ہیں وہ جواب تم اس کو دے دیا کرو تم اس سے کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ تم اصلاح کا جو بھی جامہ پہنو ہم تمہیں پہچانتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ تم ہی مفسد ہو تمہارا مصلح کے روپ میں ہمارے سامنے آنا ہمیں دھوکا نہیں دے سکتا۔

منافق کی چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ منافق لوگ اپنے آپ کو بڑا عقل مند اور ہوشیار سمجھتے ہیں اور اپنے نفاق کو اپنی ہوشیاری کا نتیجہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی یہ حالت اوّل درجے کی حماقت کے مترادف ہوتی ہے لیکن یہ بات ان کے دماغ میں آتی ہی نہیں ان کا مرض لاعلاج ہو چکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ان سے کہا جائے کہ آخر یہ سارے مسلمان جو ہیں ان کے دلوں میں ایمان اور بے نفسی پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خلوص اور ایثار پایا جاتا ہے جس طرح اُنہوں نے اپنی تمام خواہشات اور اپنی بزرگیوں اور بڑائیوں کو اللہ تعالیٰ کی عزت اور عظمت پر قربان کر دیا ہے تم کیوں نہیں

ان کے رنگ کو اختیار کرتے اور اپنے اندر ایمان اور بے نفسی پیدا کرتے منافق یہ سن کر جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ یہ تو احمق ہیں مالی قربانی کا مطالبہ ہوتا ہے تو یہ اپنے بیوی بچوں کو بھوکا مار دیتے ہیں مگر قربانی ضرور دیتے ہیں بھلا یہ بھی کوئی عقلمندی ہے کہ بیوی بچے بھوکے مرتے رہیں اور مالی قربانیوں پر زور ہو پھر جن منافقین کے گھر باہر ہوتے ہیں اور بظاہر ان کے گھروں کے پہرے یا حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہوتا اِدھر انہیں وقت کی قربانی دینے سے بھی گریز ہوتا ہے اور بہانہ بنا لیتے ہیں کہ اِنَّ بُیُوۡتَنَا عَوۡرَۃٌ (الاحزاب:۱۴) ہمارے یہاں تو پہرے کا انتظام نہیں اس لئے ہم سے وقت کی قربانی کا مطالبہ نہ کریں اور ہمیں باہر نہ بھجیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حفاظت کا سارا دارومدار ان کی موجودگی پر ہے حالانکہ حقیقی محافظ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہوتے ہیں ہمارے ملک میں بھی مختلف مواقع پر فسادات رونما ہوتے رہے ہیں اور بہت سے احمدیوں نے اللہ تعالیٰ کی شان کو بچشم خود دیکھا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ احمدی کا اکیلا گھر تھا ایک بپھرا ہوا مجمع اس پر حملہ آور ہوا مگر واپس چلا گیا اور اس گھر کے مکین احمدیوں کو کسی قسم کی گزند نہ پہنچا سکا اور بعض دفعہ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ بعض احمدی گھرانوں میں مرد موجود نہیں تھے صرف عورتیں تھیں۔ چنانچہ جب بھی اس قسم کے گھر پر مشتعل ہجوم حملہ آور ہوا تو ان کے سامنے اکیلی عورت کھڑی ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے اس گھر کو اپنی حفظ و امان میں لے لیا اس حفاظت کا ایک زبردست نظارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت دکھایا جب آپ صرف بارہ آدمیوں کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے تھے جہاں ایک بڑے مشتعل ہجوم نے آپ پر حملہ کیا اور یہ نہتے دُہری چاردیواری کے اندر اپنے قادر و توانا خدا کے سہارے بیٹھے تھے۔ مادی لحاظ سے یا دنیوی سامانوں کے لحاظ سے اپنی مدافعت کا کوئی سامان ان کے پاس نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ جو عظیم قدرتوں کا مالک ہے اس کی حفاظت کا شرف انہیں حاصل تھا چنانچہ ہجوم باہر کا دروازہ توڑ کر اندر صحن میں داخل ہو گیا پھر اندر کے صحن کا دروازہ توڑ ہی رہے تھے کہ کسی نامعلوم وجہ سے اپنے آپ ہی واپس چلے گئے اب دنیا کو تو وہ وجہ نظر نہیں آتی لیکن ہمیں تو وہ وجہ نظر آتی ہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا زبردست رُعب تھا جو ان کے دلوں پر ڈالا گیا اور وہ اس وجہ سے ڈر کر واپس چلے گئے چنانچہ یہ ایک عظیم معجزہ اور اللہ تعالیٰ کے پیار کا ایک عجیب مظاہرہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں رونما ہوا۔ جس سے ہمیں بھی یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہم بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے تو

ہمیں بھی اس طرح اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان حاصل رہے گی اور مخالف کا کوئی وار کامیاب تو کیا ہوگا وہ اس موقعہ پر خود ہی خائب و خاسر ہو کر لوٹ جائے گا۔

پس یہاں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر بار کو خدا کے سپرد کر کے خدا تعالیٰ کے لئے اپنا وقت دینے کیلئے چلا جاتا ہے وہی عقل مند ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ میرا گھر ننگا ہے پہرے کا کوئی انتظام نہیں اجازت دیجئے کہ میں جہاد میں شامل ہونے کی بجائے گھر بار کی حفاظت کروں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا شخص دراصل غیر محفوظ ہے وہ چاہے جتنے مرضی انتظام کرے، مضبوط سے مضبوط قلعے بنا لے وہ ملک الموت سے بچ نہیں سکتا وہ ایسے وقت میں اس کے پاس پہنچ جاتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

بعض دفعہ دشمن الٰہی سلسلہ پر حملہ آور ہوتا ہے اور ظاہری لحاظ سے وہ سمجھتا ہے کہ میں غالب آ گیا ہوں چنانچہ وہ جماعت کے امام کو کہلا بھیجتا ہے کہ آپ لوگوں کی جان صرف اس صورت میں بچ سکتی ہے کہ آپ اس قسم کا ایک بیان جاری کر دیں لیکن اسے یہی جواب سننا پڑتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں تم کیا تمہارے جیسے کروڑوں بھی آ جائیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے ہمیں اپنے قادر و توانا خدا پر بھروسہ ہے اور یقین ہے کہ اس کی حفاظت ہمارے شامل حال ہے۔ اس حقیقی حفاظت اور سچی امان کو چھوڑ کر ہمارا جھوٹے وعدوں کی طرف متوجہ ہو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس الٰہی سلسلوں کا یہی حال ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی جذبہ عقلمندی کہلاتا ہے لیکن جو منافق ہیں جن کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں دیکھو ہم نے دنیوی حفاظت کیلئے کیسی عقلمندی، ہوشیاری اور چالاکی سے کام لیا کہ بیک وقت دعویٰ ایمان کی وجہ سے مسلمانوں کی صفوں میں بھی شامل رہے اور پس پردہ منکرین اسلام سے بھی بنائے رکھی۔ وہ اپنی اس حماقت کو عقلمندی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد ہیں ان کے سروں پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا کوڑا اسی طرح لہراتا ہے جس طرح بجلی آسمان سے کوندتی ہے اور جس چیز پر گرتی ہے آنکھ جھپکنے میں اس کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔ کراچی میں پتہ نہیں آپ کو ایسے موقعے ملتے ہیں یا نہیں مگر خدا تعالیٰ کے اس قہر کے کئی نشان دیہاتوں میں اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے قہر سے بچائے۔ انسانی ہمدردی کے لحاظ سے احمدی یا غیر احمدی سب برابر ہیں۔ چنانچہ ابھی پچھلے دنوں کا یہ واقعہ ہے کہ ہماری زمینوں کے قریب ہی ایک غیر از جماعت زمیندار کے پانچ جانور (تین ایک طرف اور دو دوسری طرف آمنے سامنے)

باندھے ہوئے تھے۔ اچانک بجلی گری اور ایک طرف کے دونوں جانوروں اور پاس کے درخت کے ایک حصے کو ایک سیکنڈ کے اندر بالکل راکھ بنا کر رکھ دیا اگر انسان اس درخت کو کاٹ کر اس کی راکھ بنانا چاہتا تو شاید اس کو کئی دن لگ جاتے مگر خدا تعالیٰ کے قہر کے اس ایک جلوے نے ایک سیکنڈ کے اندر درخت کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ جلوے بھی اپنے اندر کئی سبق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو متنبہ کرتا ہے کہ دیکھو میرے فضل اور میری رحمت کے بغیر ایک پل بھر کے لئے بھی تمہاری زندگی اس کی صحت اور بقاء قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر میرا فضل شامل حال نہ ہو تو میرے قہر کا ایک معمولی سا جلوہ تمہارے درخت وجود کو جلا کر خاکستر کر دے۔ اس لئے اپنی حفاظت کے لئے میری پناہ میں آ جاؤ اور میرے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کر لو۔ پس مومن بندہ اس حقیقت سے آگاہ اور باخبر ہوتا ہے اور اسی لئے وہ ہمیشہ اپنے ربّ کے حضور سجدہ ریز رہتا ہے لیکن جب ایک منافق سے یہ کہا جائے کہ اپنے ربّ سے بے نفس ایثار اور سچے خلوص کا تعلق قائم کرو اور اس کے لئے جس قربانی کا مطالبہ ہو اس کو پورا کرو تو وہ آگے سے کہہ دیتے ہیں کہ اس قسم کا ایمان تو دراصل ایک پاگل پن کی دلیل ہے ایک مجنونانہ فعل اور احمقانہ حرکت ہے۔ ہم اتنے عقلمند ہو کر بھلا کیوں اس قسم کا ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو ھُمُ السُّفَهَآءُ بیوقوف اور احمق تو دراصل تم ہی ہو لیکن بیوقوف اور احمق ہونے کے علاوہ بڑے بد بخت بھی ہو کہ تمہیں اپنی بیوقوفی اور حماقت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ وہ احمق جو اپنی حماقت کا احساس رکھتا ہے وہ خود بھی بہت سی تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرے بھی اس کے آزار سے بہت حد تک محفوظ رہتے ہیں کیونکہ اسے یہ احساس ہو جاتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا دماغ نہیں دیا جتنا دوسروں کو دیا گیا ہے لیکن جو شخص اپنی حماقت کا احساس نہیں رکھتا وہ ہر وقت معرضِ خطرہ میں رہتا ہے اور نقصان سے دوچار رہتا ہے۔ اسی واسطے دانشمندوں کا یہ قول ہے کہ ایک بیوقوف دوست کی نسبت ہزار عقلمند دشمن اچھے ہوتے ہیں کیونکہ بسا اوقات ہزار عقلمند دشمن کسی کو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ایک بیوقوف دوست کے ہاتھوں اسے اُٹھانا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ میری نگاہ میں اور میری صفات سے متصف میرے بندوں کی نگاہ میں بھی بیوقوف تم ہی ہو خواہ تم کتنے ہی عقلمند کیوں نہ بنتے پھرو۔ پس منافقین کی یہ بنیادی علامات ہیں جن کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ

اپنی منافقت کو عقلمندی سمجھتے ہیں خدائے رحمٰن کو بھی اپنا سردار سمجھتے ہیں اور شیطان کو بھی اپنا سردار سمجھتے ہیں اور جو خدا کا بندہ خدا کی صفت رحمانیت کا مظہر ہے وہ بھی ظلّی طور پر رحمٰن ہے ہر انسان اپنے محدود دائرہ میں ظلّی طور پر اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات کو منعکس کر کے ربّ بھی ہے رحمٰن بھی ہے رحیم بھی ہے اور مالک بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ ہماری جماعت پر یہ فرض لازم ہے کہ دوست ان صفات باری تعالیٰ کو ظلّی طور پر اپنے اندر بھی پیدا کریں۔ پس ایک ایسا شخص جو رحمٰن اور شیطان میں فرق نہیں کر سکتا وہ بھلا عقلمند کیسے ہو سکتا ہے؟ منافق بے شک اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے پھریں اللہ تعالیٰ کا ان کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ وہ پرلے درجے کے سفیہہ بڑے ہی بیوقوف اور سخت احمق ہیں کیونکہ یہ تو رحمٰن اور شیطان میں بھی فرق نہیں کر سکتے۔ یہ ان کی بیوقوفی اور حماقت کی دلیل نہیں تو اَور کیا ہے اس دورنگی کو عقلمند کون کہہ سکتا ہے کہ جب اپنے شیطان سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں لیکن مومنوں کے پاس آ کر اسی زبان سے مومنانہ جذبات کا اظہار بھی کر رہے ہوتے ہیں اور بڑی چرب زبانی سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تو آپ کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص خدائے رحمٰن اور شیطان ملعون میں فرق نہ کر سکے وہ سفیہہ یعنی پرلے درجے کا بیوقوف نہیں تو اور کیا ہے لیکن اپنی سفاہت کا احساس نہ رکھنے کی وجہ سے یا محض شرارت کی نیت سے عقلمند کے روپ میں تمہارے سامنے آئیں گے۔ بظاہر بڑے عقلمند بڑے مصلح نہایت ہمدرد اور پکے مومن۔ لیکن درپردہ منافق ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جماعت مومنہ! میں تم پر یہ اعتماد کر رہا ہوں اور تمہارے سامنے ان کی علامات کو کھول کھول کر اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ تم بھی ہمیشہ ایسے گروہ سے چوکس اور بیدار رہو جس طرح یہ لوگ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکے اسی طرح یہ تمہیں بھی بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ (بِقُدْرَتِهِ الْكَامِلَه)

پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ہر سہ جماعتوں کے متعلق ان کی خصوصیات، کیفیات اور علامات کو ظاہر فرما دیا ہے مومنوں کے لئے غیر محدود ترقیات کے دروازے کھولے۔ منکرین اسلام کے متعلق فرمایا کہ جب تک ان کی یہی کیفیت رہے گی یہ ایمان لانے کی سعادت سے محروم رہیں گے انہیں اس وقت تک ایمان کی توفیق نہیں مل سکتی جب تک اپنی اس بنیادی کمزوری کو دور نہ کریں کہ اپنے ہاتھوں سے انہوں نے جو غلط قسم کی مہریں اور پردے اپنے دل، کان اور آنکھ پر ڈال لئے ہیں وہ ہٹا نہ دیں۔ جب تک ان

کی یہ حالت تبدیل نہیں ہوتی انہیں ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔اس سے ہمیں بھی یہ بتانا مقصود ہے کہ تم بھی دیکھو کہ وہ مہریں کیسی ہیں ان کو کس طرح توڑا جا سکتا ہے تا کہ ایمان سے محروم اپنے ان بھائیوں کی خدمت کر سکو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ وہ پردے اس شکل کے ہیں، اس رنگ کے ہیں اور ان اثرات کے حامل ہیں لہٰذا تم ان پردوں کو ہٹا کر اپنے بھائیوں کو جو اس وقت تک ایمان کی دولت سے محروم ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے نشان دیکھنے اور ان پر ایمان لانے کے قابل بنا سکتے ہو۔

پھر اس گروہ کا ذکر فرمایا جو مومن ہونے کا لیبل لگا کر مومن ہی کے روپ میں اُمت مسلمہ میں گھسے رہتے ہیں اور اندر ہی اندر نفاق کا بیج بوتے ہوئے اُمت کے شیرازہ کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ان آیات کے علاوہ بھی قرآن کریم نے کئی دوسری جگہ اس گروہ کی مختلف روحانی بیماریوں اور اس کی مفسدانہ کارروائیوں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے لیکن یہاں ان آیات میں اس گروہ سے متعلق چند بنیادی علامات کو واضح کیا گیا ہے جہاں تک ان کی بیماریوں اور ان کے فتنوں کا تعلق ہے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب بیماری کہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اس کی اپنی ذات کو نقصان پہنچ رہا ہے لیکن جب فتنہ کہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری جماعت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔یوں دراصل ان کی بیماریاں اور ان کے فتنے ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے منافق کی بیماریوں، اس کے فتنوں وغیرہ کے متعلق اور پھر ان کا کس طرح ازالہ کیا جا سکتا ہے اس کے متعلق وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ ان بیماریوں کا علاج اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے لیکن چونکہ اس کے مومن بندے اس کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اس لئے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہونے کی حیثیت میں ان کی بیماریوں کے علاج میں کوشاں رہتے ہیں۔پس ان آیات میں منافقین کی بنیادی کمزوریوں کو بیان فرمایا۔ ان سے بچنے کی تلقین فرمائی اس لئے یہ مضمون اس اعتبار سے بنیادی حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں ان بیماریوں سے بچنے کی راہیں بتائی گئی ہیں۔پس ہم میں سے ہر چھوٹے اور ہر بڑے اور ہر عورت اور ہر مرد کو یہ آیات زبانی یاد ہونی چاہئیں تا کہ بوقت ضرورت ہم اس اعتماد پر پورے اُتر سکیں جسے اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر ہم پر کیا ہے کہ جس طرح یہ لوگ مجھے دھوکا نہیں دے سکتے اسی طرح تمہیں بھی دھوکا نہیں دے سکتے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق کے نتیجہ ہی میں سب کچھ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم صحیح معنوں میں اس کے بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے اس گروہ میں شامل کر دے جس

گروہ پر کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بارش کے قطروں سے بھی زیادہ کثرت کے ساتھ نازل ہوتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل کرے، ہماری کمزوریوں کو ڈھانپ لے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے ہمیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔

اس رحمتوں کا ہر جلوہ ہمارے لئے ظاہر ہو تا کہ ہم اس مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جائیں یعنی جس مقصد کے حصول کیلئے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ یعنی غلبہ اسلام اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت کو تمام بنی نوع انسان کے دل میں قائم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا سچا عشق اور اس سے حقیقی محبت پر انسان کے دل اور دماغ اور اعلیٰ روح اور اس کے تمام جوارح حتّٰی کہ جسم کے ذرّہ ذرّہ میں پیدا کرنا تا کہ ایک عاشق صادق کی حیثیت سے ہر شخص اپنے محبوب کی محبت کے سمندر میں غوطہ زن ہو جائے یہاں تک کہ اسی سمندر کا ایک قطرہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے ہمیں سمجھ عطا کرے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کے نباہنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ تا ۱۰)

☆......☆......☆